”تصویر درد“

کا تنقیدی جائزہ

Teaching Lecture

Subject : Urdu

Class : B.A. (Hons.) I

Topic : Tasweer-e-Dard ka Tanqeedi Jaiza

Author : Dr. Fatahullah Quadri

Lecture Series No. : 33

علامہ اقبال ایک عظیم مفکر اور بلند پایہ شعر و فنکار تھے، انہوں نے ایک منظم فلسفۂ حیات پیش کیا ہے، ساتھ ہی ایک بہترین شاعر کی طرح ایک خاص نظریہ فن بھی عطا کیا ہے، اس نظریہ فن کا اظہار ان کی بیشتر غزلوں اور نظموں میں جا بجا ملتا ہے، ان کے فکر و فن کا حسین امتزاج ہمیں ان کے مجموعہ کلام ”بانگ درا“ اور ”بال جبریل“ میں بخوبی دیکھنے کو ملتا ہے، چوں کہ اس میں بلاغت و سلاست کے ساتھ ساتھ نظموں کا انتخاب بھی قابل تحسین ہے، جو اس کے حسن کو دوبالا کرتا ہے، ”بانگ درا“ کی چھوٹی چھوٹی نظموں میں فن مصوری کا کمال دیکھنے کو ملتا ہے، اس کے موضوعات پر مبنی اپنے اندر ایک دلکشی رکھتی ہیں، اور لطف کا سامان بھی ان ہی نظموں میں سے ایک نظم ”تصویر درد“ بھی ہے، یہ نظم طویل ہونے کے باوجود لطائف و ترنم اور رغنائیت سے بھر پور ہے، اس میں ایک عجیب سی نغمگی ہے، جو دل کے تاروں کو چھیڑتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ”تصویر درد“ شاعری کی صداقت بیانی سے لبریز اور جذبات کی فراوانی سے بھر پور ایک خوبصورت نظم ہے، یہ نظم پیامی رنگ اور شاعرانہ ڈھنگ میں ڈوبی ہوئی ہے، جو شدت نظم ”ہمالہ“ ”نیا شوالہ“ یا ”ترانہ ہندی“ میں ہے، وہ شدت اس نظم میں بھی موجود ہے، اس نظم میں علامہ اقبال نے دل کھول کر اہل وطن کی نفاق آمیز روش پر لامعہ خوانی کی ہے اور انہیں صاف لفظوں میں متنبہ کیا ہے اگر آنے والی مصیبت کا اندازہ کر کے آپس میں اتحاد نہ کیا تو مٹ جاؤ گے۔

درحقیقت ہندی قوم اس وقت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی، اور انگریزوں کے ظلم کا بادل ملک پر چھایا ہوا تھا، جسے دیکھ کر شاعر کا روش اور بیدار دل تڑپ اٹھا، کیوں کہ شاعر کے سامنے تاریخ کا سنہرا باب تھا، جبکہ آج وہ قوم کو تاریخی نقوش پر بے خیالی سے گامزن دیکھا، یعنی اسے ہند کے باشندے بے خبری کے عالم میں غلامی کی زندگی میں مبتلا نظر آئے اور ایسے میں ہند کی تاریخ بدلی جا رہی تھی، جو کہ شاعر کو گوارا نہ تھا، چنانچہ اس سے احتجاج کے طور پر شاعر (اقبال) نے اپنے اندر اٹھنے والے

طوفان کو اشعار کی شکل میں پیش کر کے لوگوں کو جھنجھوڑنے کی، بیدار کرنے کی کامیاب کوشش کی، اور انہیں ان کے بزرگوں (اسلاف) کے کارنامے کی یاد دلاتے ہوئے خود بھی روتے ہیں اور قوم کو بھی رلاتے ہیں۔ ع

میرا رونا نہیں رونا ہے یہ سارے گلستاں کا

اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے شاعر بہت ہی حسرت و یاس سے اپنے وجود کا احساس دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ میں ایک مشت مٹی سے بنا ہوں اور ساری دنیا کے فرد و بشر کا وجود اسی ایک مشت مٹی سے ہو لیکن اس کے باوجود یہ سمجھ سے دور ہے کہ میں کیا ہوں؟ متصور یا تصویر؟ کارواں ہوں یا غبار راہ؟ لیکن غور کریں تو ان سب باتوں سے پرے ہم نوری صفات بھی رکھتے ہیں اور ہم حکمت خداوندی کا خزانہ بھی ہیں۔ جس کو ایک بھی خاک نے چھپا رکھا ہے: پھر آگے شاعر اپنی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ایسا تنگ نظر نہیں کہ دنیا کی سیر کر کے مشاہدے کروں تو مجھے حقائق کا علم ہو بلکہ میری نگاہیں دور رس اور بصیرت افروز ہیں۔ ع

جلوے میری نگاہوں میں کون و مکاں کے ہیں

بظاہر شاعر کا کہنا ہے کہ میرا وجود حقیقت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو لیکن میں کائنات کا دھڑکتا ہوا دل ضرور ہوں، اگر اسی طرح اس دنیا کے سارے انسان اپنی حقیقت کو سمجھ لیں تو اس میں عالم حقیقت کے جلوے نظر آئیں گے۔ یعنی انسان ایک مشت خاک ہی سہی لیکن خدا کی معرفت اگر مشت خاک کو حاصل ہو جائے تو عالم حقیقت سے آگاہ ہو جائے، اللہ غیب سے پردہ اٹھانے لگے گا۔

شاعر نے اس نظم میں بہت ہی اعتماد کے ساتھ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور آگے فرمایہ ہے کہ اب تم اپنے بزرگوں کی فرسودہ روایات کو ترک کر دو۔ کیونکہ میں مستقبل کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر ملک پر انگریزوں نے آج اس طرح سے جال بچھا رکھا ہے تو آگے کیا ہوگا۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہم سبھی مل کر آزادی کے لئے قدم بڑھائیں۔ نہیں تو ہماری خاموشی ہمیں ہی نگل جائے گی۔ اور ہم ہی کیا ہمارے نشانات تک بھی مٹ جائیں گے۔ وہ بزرگوں کی داستانیں جو ہم سنتے ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ بلکہ ہماری تہذیب و تمدن بھی خاک میں مل جائے گی۔ اور ہماری رگ رگ میں انگریزیت پیوست کر جائے گی۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم میں جو عقل سلیم ہے اس کا استعمال کریں کیونکہ ہم ہی اپنی دنیا بنا سکتے ہیں۔ اور بگاڑ سکتے ہیں۔ اس لئے اپنی طاقت کا جم کر مظاہرہ کرتے ہوئے انگریزوں سے مقابلہ کریں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

آگے شاعر اپنی شخصی قوت کو آگے بڑھاتے ہوئے بڑی حوصلہ مندی سے کہتا ہے اے میرے ہم وطنو! اگر چہ میری ہستی صرف ایک مشت خاک کی ہے لیکن خدا نے مجھ میں وہ قوت عطا کی ہے کہ میں خود مٹ جاؤں گا لیکن تجھے بیدار کر کے ہی رہوں گا۔ تمہاری زندگی سے تاریکی دور کر کے اجالے کو پھیلاؤں گا۔ یہ صحیح ہے کہ تمہاری نگاہ میں یہ کام مشکل ہے لیکن تم اپنے مستقبل کو نہیں دیکھ رہے ہو جہاں صرف تاریکی ہی تاریکی ہے لیکن چونکہ ہم نے مختلف قوم ملک کے مشاہدے کئے ہیں اس لئے میرے مشورے بلند ہیں، اور مقصد بھی نیک ہے، کہ میں تمہیں یکجا اور متحد کر کے ہی رہوں گا۔ یہی میری آرزو اور یہی میری تمنّا ہے۔

❀❀❀❀❀❀